ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

شہاب رحمٰن
پی ایچ ڈی اسکالر شعبہ اردو جامعہ پشاور
ڈاکٹر سلمان علی
پروفیسر، صدر شعبہ اردو جامعہ پشاور

شعری مجموعہ "بانگ درا" کی نظموں میں مزاحمتی عناصر

Shohab Rehman*
PhD Scholar, Department of Urdu University of Peshawar.
Dr. Salman Ali
Professor, Department of Urdu University of Peshawar.
***Corresponding Author:**

The Elements of Resistance in the Poems of the Poetry Collection Bang_e_Dra

Iqbal's poetry embodies resistance in a revolutionary and ideological sense. For him, resistance is not merely against colonial powers or social evils, but primarily against intellectual, spiritual, and psychological slavery. He strongly criticizes the blind imitation of Western civilization, the exploitation of capitalism, and the materialistic tendencies of socialism, while presenting the Quranic concept of Tawheed, the philosophy of Khudi (selfhood), and the revival of the Muslim Ummah as the foundation of true resistance. Unlike mere rejection, Iqbal's resistance is constructive, aiming at a positive reconstruction of society. His tone is passionate, inspirational, and infused with a call to awaken the youth. This makes his resistance poetry more comprehensive, revolutionary, and universal than that of other poets.

Key Words: *Resistance Revolutionary, Ideological, Intellectual slavery, Spiritual slavery, Psychological slavery, Western civilization, Capitalism, Socialism, Materialism, Tawheed, Khudi, Constructive, Positive reconstruction, Inspirational Comprehensive Universal.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20

مزاحمت دراصل ظلم، ناانصافی، جبر اور غلامی کے خلاف کھڑے ہونے کا نام ہے۔ یہ محض نفی نہیں بلکہ ایک مثبت عمل ہے جو آزادی، حق اور انصاف کے قیام کے لیے کیا جاتا ہے۔ ادب اور شاعری میں مزاحمت کا مقصد افراد اور قوموں کو بیدار کرنا، ان کے اندر خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ غلامی سے نکل کر اپنی پہچان اور آزادی حاصل کر سکیں۔

اقبال کی شاعری میں مزاحمت ایک انقلابی اور نظریاتی رنگ لیے ہوئے ہے۔ ان کے نزدیک مزاحمت محض سامراجی قوتوں یا معاشرتی برائیوں کے خلاف نہیں بلکہ ذہنی، فکری اور روحانی غلامی کے خلاف ہے۔ وہ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید، سرمایہ دارانہ استحصال اور اشتراکیت کے مادہ پرستانہ رجحانات پر شدید تنقید کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں قرآن کے تصورِ توحید، خودی اور ملتِ اسلامیہ کی نشاۃِ ثانیہ کو مزاحمت کی بنیاد بناتے ہیں۔ اقبال کی مزاحمت کا مقصد صرف نفی نہیں بلکہ ایک نئی مثبت تعمیر ہے، اس لیے ان کا لہجہ حماسی، ولولہ انگیز اور نوجوانوں کو بیدار کرنے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال کی مزاحمتی شاعری دوسرے شعرا کی نسبت زیادہ ہمہ گیر، انقلابی اور عالمگیر حیثیت رکھتی ہے۔

اقبال کا پہلا شعری مجموعہ "بانگِ درا "اردو شاعری میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مجموعہ1924 ء میں شائع ہوا۔ اس میں علامہ اقبال کی شاعری کا ابتدائی دور سے لے کر ان کے فکری ارتقا کے مختلف مراحل کا احاطہ کیا گیا ہے۔" بانگِ درا "کا مطلب ہے" گھنٹی کی آواز"، جو قافلے کی آمد کی نوید دیتی ہے۔اقبال نے اسی مناسبت سے اس مجموعے کو ایک فکری بیداری کا پیغام بنایا۔

تاریخی و فکری پس منظر:

بانگِ درا "میں شامل اشعار اقبال کے تین ادوار کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ا۔ابتدائی رومانوی دور

اس میں فطرت، محبت، اور جمالیاتی جذبات نمایاں ہیں۔ اس دور کی شاعری میں غالب، حالی اور داغ کی اثر پذیری دیکھی جا سکتی ہے۔ مشہور نظم" ہمالہ "اسی دور کی ایک خوبصورت مثال ہے، جس میں قدرت کے حسن اور برصغیر کی وحدت کا پیغام ملتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20

۲۔ قومی و وطنی شاعری

اس دور میں اقبال کے دل میں قوم اور وطن سے محبت کا جذبہ نمایاں ہو کر ابھرتا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے زوال پر افسوس اور ان کی بیداری کی ضرورت پر زور دیا۔" نیا شوالہ"،" ترانۂ ہندی سارے جہاں سے اچھا(،" خضرِ راہ "اور" طلوع اسلام "جیسی نظمیں اسی جذبے کی نمائندگی کرتی ہیں۔

۳۔ فکری و فلسفیانہ شاعری

اقبال کے یورپ سے واپسی کے بعد ان کے فکری رجحانات میں گہرائی اور وسعت آتی ہے۔ وہ مسلمانوں کی فکری، روحانی اور سیاسی زوال کی وجوہات تلاش کرتے ہیں اور ان کے حل کے لیے خودی، عمل، اور تجدیدِ فکر کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔" شکوہ "اور" جوابِ شکوہ "اس دور کی عظیم مثالیں ہیں۔"بانگِ درا "میں اقبال نے مختلف موضوعات کو چھیڑا ہے، جیسے فطرت کی خوبصورتی، قومی یکجہتی، مسلم امہ کی زبوں حالی، خودی کا تصور، اسلامی نشاۃِ ثانیہ، یورپ کی مادہ پرستی پر تنقید، نوجوانوں کو بیدار کرنے کا پیغام۔

ان موضوعات کی بنا پر اقبال کی شاعری صرف جمالیاتی اظہار نہیں بلکہ ایک فکری تحریک بن جاتی ہے۔ وہ شاعر کم اور مفکر و رہنما زیادہ نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبال کی مشہور شعری تصنیف "بانگِ درا" میں مزاحمتی عناصر کئی اہم پہلوؤں پر مشتمل ہیں۔ ان مزاحمتی عناصر کا دائرہ صرف سیاسی یا قومی نہیں بلکہ فکری، روحانی، تہذیبی، اور معاشرتی سطح پر بھی پھیلا ہوا ہے۔ ذیل میں بانگِ درا میں موجود مزاحمتی پہلوؤں کی اہم جہات درج کی جارہی ہیں۔

ا۔ سیاسی و قومی مزاحمت

اقبال نے بانگِ درا میں برطانوی استعمار کے خلاف نہ صرف براہِ راست بلکہ علامتی انداز میں بھی آواز بلند کی، قوم کو غلامی کے خلاف ابھارا، حریتِ فکر اور خودداری کا درس دیا، ملتِ اسلامیہ کو اپنی عظمتِ رفتہ یاد دلائی۔ قصیدہ "خضرِ راہ" میں اقبال نے مغربی سامراج اور اس کی چالاکیوں پر تنقید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں

آبتاؤں تجھ کو رمز آیۂ اِنَّ الْمُلُوکَ
سلطنت اقوام غالب ی ہے اک جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20

جادوئے محمود کی تاثیر سے چشم ایاز
دیکھتی ہے حلقہ گردن میں ساز دلبری
خونِ اسرافیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری
سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں اک وہی باقی بتان آزری
از غلامی فطرتِ آزاد را رسوا مکن
تا تراشی خواجہ از برہمن کافر تری[1]

اس نظم میں اقبال نے مغربی جمہوریت کے خلاف سخت مزاحمت پیش کی ہے جو کئی پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔

۱۔ جمہوریت پر تنقید:

اقبال کے نزدیک مغربی جمہوریت صرف ایک دھوکہ ہے۔ یہ عوام کو آزادی اور حقوق کے نام پر خوش فہمی دیتی ہے لیکن حقیقت میں یہ بھی ایک نئے انداز کی قیصریت (استبداد و آمریت) ہے۔

۲۔ حقیقی آزادی کی تلاش:

وہ بتاتے ہیں کہ غلام قوم اگر بیدار ہو جائے تو اس کے اندر حقیقی آزادی کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے، مگر مغرب نے جمہوریت کے نام پر اس جذبے کو جادو کی طرح بے اثر کر دیا ہے۔

۳۔ سیاسی دھوکہ دہی:

جمہوری ادارے، قوانین، مجالس اور اصلاحات ـــ یہ سب اقبال کے مطابق صرف نمائشی ہیں۔ ان کے پیچھے اصل میں سرمایہ داروں اور طاقتور طبقے کی حکمرانی چھپی ہوئی ہے۔

۴۔ مزاحمت کی نوعیت:

یہ مزاحمت سیاسی اور فکری دونوں طرز کی ہے۔ اقبال صرف سیاسی نظام پر تنقید نہیں کرتے بلکہ ذہنی بیداری کی دعوت بھی دیتے ہیں تاکہ محکوم قومیں ان دھوکہ دہ نظاموں سے نکل کر اپنی اصل آزادی حاصل کر سکیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20

۲. فکری و تہذیبی مزاحمت:

اقبال نے مغرب کی تقلید اور اندھی نقالی کو رد کرتے ہوئے مشرقی اقدار کی بحالی کی دعوت دی۔ مغربی مادیت پرستی کے مقابل روحانیت کو ترجیح دی۔ تعلیم، فن، فلسفہ اور سائنس میں تقلید کی بجائے تخلیق پر زور دیا۔ "ترانۂ ملی" اور "شکوہ" و "جوابِ شکوہ" میں اسلامی تہذیب کی عظمت اور بیداری کا پیغام ہے، ترانہ ملی میں اقبال کی مزاحمتی عناصر و انداز کچھ یوں ہے:

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا[۲]

اس نظم میں اقبال اسلامی وحدت اور مسلمانانِ ہند کی سیاسی و روحانی بیداری کا پیغام دیتے ہیں۔ یہ مزاحمت درج ذیل پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

۱۔ باطل طاقتوں کے خلاف مزاحمت:

اقبال بتاتے ہیں کہ مسلمان کبھی بھی باطل، ظلم اور جبر کے آگے جھکنے والے نہیں۔ ان کے دلوں میں ایمان کی طاقت ہے جو انہیں مزاحمت پر آمادہ کرتی ہے۔

۲۔ قوم پرستی کے محدود دائرے کی مزاحمت:

وہ صرف قومی یا وطنی قوم پرستی کے قائل نہیں بلکہ پورے عالمِ اسلام کو ایک اکائی تصور کرتے ہیں۔ "چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا" کہہ کر وہ جغرافیائی حدود کی قید کو توڑتے ہیں۔

۳۔ مغربی تہذیب اور فکری غلامی کے خلاف مزاحمت:

اقبال مغرب کی اندھی تقلید اور اس کے باطل نظریات کو رد کرتے ہیں اور مسلمانوں کو یاد دلاتے ہیں کہ ان کے پاس توحید کی امانت ہے جو انہیں ہر جھوٹی تہذیب اور نظریے کے خلاف مضبوط بناتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20

۴۔ غفلت اور کمزوری کے خلاف مزاحمت:

یہ کلام مسلمانوں کو جھنجھوڑتا ہے کہ وہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو یاد کریں اور سستی و کمزوری سے نکل کر اپنی اصل حیثیت بحال کریں۔

۳۔ روحانی واخلاقی مزاحمت:

اقبال نے مادہ پرستی، خود غرضی، اور نفس پرستی کے خلاف جہاد کی تلقین کی۔ خودی، خودداری، اور اللہ سے تعلق کو مرکز بنایا۔ نظم "خودی کا سرِ نہاں" اور "ایک نوجوان کے نام" اس بات کی مثالیں ہیں۔

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لا الہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں، لا الہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زنّاری
نہ ہے زماں، نہ مکاں، لا الہ الا اللہ
یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں، لا الہ الا اللہ
خودی سے مردِ خدا کا جمال پیدا کر
کہ اس کا ضرب ہے جاں، لا الہ الا اللہ[۳]

اقبال کی نظم "خودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ" میں مزاحمت کا انداز واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اس نظم میں اقبال کا مزاحمتی رویہ تین بڑے پہلوؤں میں سامنے آتا ہے۔

ا. باطل نظام اور مغربی تہذیب کے خلاف مزاحمت

اقبال یہاں سرمایہ دارانہ نظام، مغربی مادہ پرستی، عقل پرستی (خرد پرستی) اور بے روح سائنس کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ دنیا "صنم کدہ" بن چکی ہے اور انسان متاعِ غرور (یعنی دولت، اقتدار، شہرت)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20

کے دھوکے میں اپنے آپ کو کھو بیٹھا ہے۔ یہ سب اقبال کے نزدیک باطل طاقتیں ہیں، اور ان کے مقابلے میں "لا الہ الا اللہ" کی انقلابی صدائے توحید ہی اصل مزاحمت ہے۔

۲. مفاد پرستی اور غلامانہ ذہنیت کے خلاف مزاحمت:

اقبال مسلمانوں کو جھنجھوڑ رہے ہیں کہ وہ "فریب سود و زیاں" میں پھنس چکا ہے۔ مادی نفع و نقصان کے جھوٹے ترازو میں پڑ کر اس نے اپنی روحانی عظمت کھو دی ہے۔ یہ ایک نفسیاتی غلامی ہے جس کے خلاف اقبال کی مزاحمت بڑی شدید ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنی خودی کو بیدار کرے اور غیر کے بتوں کو توڑ ڈالے۔

۳. روحانی انقلاب کی مزاحمت:

اقبال کی مزاحمت صرف "رد" کرنے تک محدود نہیں، بلکہ وہ ایک متبادل نظام بھی پیش کرتے ہیں۔ اصل قوت "خودی" ہے، مگر وہ تبھی زندہ و مؤثر ہے جب اس کی جڑ "لا الہ الا اللہ" سے وابستہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ مردِ خدا جب "خودی" کو اس کلمۂ توحید کے ساتھ جوڑ لیتا ہے تو اس کی ضرب سے دل و جان میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔

۴. تعلیمی و اصلاحی مزاحمت:

اقال مسلم نوجوانوں کو خوابِ غفلت سے جگانے کی کوشش کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ تعلیم کو مقصدِ حیات کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

"طلبہ علی گڑھ کالج کے نام" میں نصیحت و مزاحمت کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔

اوروں کا پیام اور ہے میرا پیام اور
عشق کے درمندوں کا طرز کلام اور،
طائر زیر دام کے نالے تو سن چکے ہو تم
یہ بھی سنو کہ نالہ طائر بام اور ہے
آتی تھی کوہ سے صدا راز حیات ہے سکون
کہتا تھا مور ناتواں لطف خرام اور ہے،
جذب حرم سے ہے فروغ انجمن حجاز کا
اس کا مقام اور ہے اس کا نظام اور ہے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20
ماخذ تحقیقی مجلہ

موت ہے عیش جاوداں ذوق طلب اگر نہ ہوں
گردش آدمی ہے اور گردش جام اور ہے
شمع سحر کہہ گئی سوز ہے زندگی کا ساز
غمکدہ نمود میں شرط دوام اور ہے
بادہ ہے نیم رس ابھی شوق ہے نارسا ابھی
رہنے دو خُم کے سر پہ تو خشت کلیسا ابھی(۴)

اقبال کی اس نظم میں بنیادی طور پر جمود، سکون پسندی اور مادی لذتوں کے خلاف فکری اور روحانی مزاحمت ملتی ہے۔ اقبال کا کہنا ہے کہ انسان کا اصل پیغام اور اصل اندازِ حیات وہ نہیں جو عام واعظین یا دنیادار پیش کرتے ہیں، بلکہ عاشقانِ حقیقی کا طرزِ کلام مختلف ہوتا ہے۔ یہ عاشق وہ لوگ ہیں جو دل میں درد رکھتے ہیں، اور ان کے نزدیک زندگی سکون اور خاموشی میں نہیں بلکہ مسلسل جدوجہد، طلب اور حرکت میں پوشیدہ ہے۔ اسی لیے اقبال سکون اور ٹھہراؤ کو موت کے مترادف قرار دیتے ہیں اور حرکت و جستجو کو اصل زندگی سمجھتے ہیں۔ یہ مزاحمت صرف فکری نہیں بلکہ تہذیبی پہلو بھی رکھتی ہے۔ اقبال بتاتے ہیں کہ مسلم اُمت کی اصل قوت کا سرچشمہ حرم شریف ہے، یعنی دین اور مرکزیتِ ایمان۔ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید اور محض جام و سبو کی لذتوں میں غرق ہونا دراصل ایک ایسی غلامی ہے جو انسان کی خودی کو مٹادیتی ہے۔ اس کے برعکس حرم سے وابستگی اُمت کو ایک الگ پہچان، الگ نظام اور الگ روحانی قوت عطا کرتی ہے۔ اس طرح اقبال نے مغربی تہذیب کی عیش پرستی کے مقابل ایک روحانی اور انقلابی مزاحمت قائم کی ہے۔

مزاحمت کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ اقبال محض قفس کی سسکیاں اور اسیری کے نوحے سننے کو ناکافی سمجھتے ہیں۔ وہ آزادی اور بلندی کی صدا سننے اور سنانے کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ دراصل غلامی اور محکومی کے خلاف بغاوت ہے۔ اقبال کے نزدیک صرف آزادی ہی انسان کو اپنی اصل بلندی تک پہنچا سکتی ہے۔ اسی طرح وہ قربانی اور سوز کو زندگی کی اصل موسیقی قرار دیتے ہیں۔ یعنی جب تک انسان قربانی، درد اور مسلسل محنت برداشت نہیں کرتا، اس کی زندگی میں دوام اور حقیقی بقا پیدا نہیں ہوتی۔

اقبال یہاں ایک باریک نکتہ بھی پیش کرتے ہیں کہ کبھی کبھی ظلم اور دباؤ بھی ایک مثبت کردار ادا کرتا ہے، کیونکہ یہی حالات شوق کو پختہ کرتے ہیں اور جذبۂ حریت کو کندن بناتے ہیں۔ اس پہلو میں اقبال کا اشارہ ہے کہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20

اگرچہ اُمت پر اس وقت مغربی استعمار کا تسلط ہے، لیکن یہ دباؤ ہی اُمت کو بیدار کرنے اور شوق کو پختہ کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کی مزاحمت محض انکار نہیں بلکہ ایک تعمیری تصور بھی رکھتی ہے جو مشکل حالات کو بھی طاقت میں بدلنے کی صلاحیت پر زور دیتا ہے۔ یوں یہ پوری نظم ایک طرف انسان کو سکون اور جمود کے خلاف اُبھارتی ہے، تو دوسری طرف اُسے عشق، حرکت، قربانی اور خودی کے ذریعے اپنی اصل منزل کی طرف بلاتی ہے۔ اس نظم میں اقبال کی مزاحمت ہمہ جہت ہے، فکری طور پر وہ سکون اور جمود کے خلاف ہیں، تہذیبی طور پر مغرب کی اندھی تقلید کے خلاف ہیں، اور اخلاقی طور پر محض لذت پسندی کے خلاف ہیں۔ اقبال کے نزدیک زندگی کا راز یہ ہے کہ انسان اپنے اندر طلب کو زندہ رکھے، سوز کو زندگی کا ساز بنائے، اور اپنی خودی کو حرم کی مرکزیت سے منسلک کرے۔ یہی اصل مزاحمت ہے جو اس نظم میں جلوہ گر ہے۔

۵. علامتی و استعاراتی مزاحمت

اقبال نے پرندوں، فطرت، اور تاریخی کرداروں کو بطور استعارہ استعمال کر کے بظاہر سادہ نظموں میں مزاحمتی پیغام دیا۔ "نظم ہمدردی" میں وہ لکھتے ہیں کہ

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی اڑنے چگنے میں دن گزارا
پہنچوں کس طرح آشیاں تک ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا
سن کر بلبل کی آہ و زاری جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری میں راہ میں روشنی کروں گا
اللہ نے دی مجھ کو مشعل چمکا کے مجھے دیا بنایا
ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے آتے ہیں جو کام دوسروں کے (۵)

اس نظم میں اقبال نے ایک تمثیل کے ذریعے ایسی مزاحمت پیش کی ہے جو بظاہر چھوٹی ہے مگر معنوی طور پر بہت بڑی ہے۔ بلبل اندھیرے اور مایوسی میں گھری ہوئی ہے، وہ شکایت کرتی ہے کہ رات کی تاریکی نے اس کی پرواز اور اس کے آشیاں تک پہنچنے کے راستے کو مشکل بنا دیا ہے۔ یہ کیفیت دراصل اس انسان یا قوم کی ہے جو حالات کے جبر اور مشکلات کی تاریکی میں گھری ہوئی ہو اور آگے بڑھنے کا راستہ نہ دیکھ پا رہی ہو۔ اسی موقع پر ایک ننھا سا جگنو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20
ماخذ تحقیقی مجلہ

آتا ہے اور بلبل کو حوصلہ دیتا ہے کہ اگرچہ میں ایک چھوٹا سا کیڑا ہوں لیکن اللہ نے مجھے روشنی بخشی ہے اور میں اپنی بساط کے مطابق راستہ روشن کروں گا۔ اس مکالمے میں اقبال کی مزاحمت یہ ہے کہ وہ مایوسی، تاریکی اور حالات کے جمود کے خلاف امید، عمل اور قربانی کا پیغام دیتے ہیں۔

اقبال یہ باور کراتے ہیں کہ مزاحمت صرف بڑے وسائل یا طاقت سے نہیں بلکہ چھوٹے اور کمزور نظر آنے والے کردار بھی اپنی استعداد کے مطابق کر سکتے ہیں۔ جگنو کے ذریعے اقبال بتاتے ہیں کہ جو لوگ دوسروں کے کام آتے ہیں وہی اصل میں اچھے اور مفید ہیں۔ اس پیغام میں غلامی، مایوسی اور بے عملی کے خلاف اقبال کی فکری مزاحمت چھپی ہوئی ہے۔ وہ اپنی قوم کو یہ سکھانا چاہتے ہیں کہ اگر تمہیں بڑی طاقتیں اندھیروں میں دھکیل دیں تو گھبرانے کے بجائے اپنی چھوٹی سے چھوٹی صلاحیت کو بھی دوسروں کے فائدے اور روشنی کے لیے استعمال کرو۔ یہی طرزِ فکر ایک ایسی انقلابی مزاحمت ہے جو کمزوری کے احساس کو طاقت میں بدل دیتی ہے۔

الغرض علامہ محمد اقبال وہ شاعر ہیں جنہوں نے ہر حوالے سے مزاحمت پیش کرکے نہ صرف انسان کو مضبوط اور منفرد بنانے کی کوشش کی ہے بلکہ ایک طرح سے انسانیت کا امین اور حفاظت کا زمہ دار بھی ٹھہرایا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ مزاحمت میں اقبال نے دوسرے تمام شعرا سے ایک الگ اور منفرد راستہ اختیار کیا ہے، آیئے اقبال اور دوسرے شعرا کا مختصر جائزہ لیتے ہیں کہ مزاحمت کے حوالے سے اقبال کی انفرادیت کیا ہے۔

ا۔ فکری اور نظریاتی بنیاد:

حالی کی مزاحمت اصلاحِ معاشرہ اور اخلاقی کمزوریوں کے خلاف ہے۔ اکبر الہ آبادی نے مغربی تہذیب اور تعلیمی نظام کی نقالی پر طنزیہ انداز میں مزاحمت کی۔ اقبال کی مزاحمت صرف سماجی یا اخلاقی نہیں بلکہ ایک عقیدے اور نظریے کی بنیاد پر ہے۔ وہ "خودی"، "اسلامی تصورِ توحید" اور "ملتِ واحدہ" کو مزاحمت کا مرکز بناتے ہیں۔

۲. مزاحمت کی وسعت

دیگر شعرا کی مزاحمت زیادہ تر برصغیر کے حالات اور نوآبادیاتی اثرات تک محدود ہے۔ اقبال کی مزاحمت کا دائرہ عالمی ہے۔ وہ صرف برطانوی سامراج ہی نہیں بلکہ سرمایہ دارانہ، اشتراکی اور مغربی تہذیبی نظام کے خلاف بھی آواز اٹھاتے ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-20
ماخذ تحقیقی مجلہ

۳. مزاحمت کا مقصد

دیگر شعرا کا مقصد اصلاح، بیداری اور اپنے عہد کے مسائل پر شعور دینا ہے جبکہ اقبال کا مقصد اقوامِ مشرق بالخصوص مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ ہے۔ ان کی مزاحمت محض نفی نہیں بلکہ مثبت تعمیر کی دعوت ہے۔

۴. اظہار کا انداز

حالی نصیحت آمیز اور سنجیدہ اسلوب اپناتے ہیں۔ اکبر طنز و مزاح سے کام لیتے ہیں جبکہ اقبال کا انداز انقلابی اور پر شکوہ ہے۔ وہ حماسی لہجے میں مزاحمت کرتے ہیں اور نوجوانوں کو بیدار کرنے کے لیے بلند آہنگ استعمال کرتے ہیں۔

۵. روحانی و فکری جہت

دیگر شعرا زیادہ تر زمینی حقائق اور معاشرتی مسائل کو سامنے رکھتے ہیں جبکہ اقبال کی مزاحمت میں روحانی گہرائی ہے۔ وہ قرآن، حدیث اور اسلامی تاریخ سے استدلال لاتے ہیں۔ ان کی مزاحمت صرف ظاہری غلامی کے خلاف نہیں بلکہ ذہنی و روحانی غلامی کے خلاف بھی ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے شعرا کی مزاحمت زیادہ تر جزوی اور وقتی نوعیت کی ہے، جب کہ اقبال کی مزاحمت ہمہ گیر، نظریاتی اور انقلابی ہے۔ وہ ماضی کی عظمت اور مستقبل کی تعمیر دونوں کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اقبال، کلیات، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، مکتبہ دانیال لاہور، ۲۰۰۸، صفحہ ۳۰۴
۲۔ صفحہ ۱۹۲
۳۔ صفحہ ۲۷۰
۴۔ صفحہ ۱۳۴
۵۔ صفحہ ۳۲